بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا
روزنامہ
الفضل
قادیان
خطبہ نمبر ۳۰
یوم دوشنبہ

جلد ۳۴	۲۷ ماہ ظہور ۱۳۲۵ ہش	۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ	۲۷ اگست ۱۹۴۶ء	نمبر ۲۰۰

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۲۶ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۹ بجے شام بذریعہ فون دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ۔

قادیان ۲۶ ماہ ظہور۔ فائنل سیکرٹری صاحب تحریک جدید نے دفتر اول و دفتر دوم کے وعدے ۲۸ رمضان المبارک تک ادا کرنے والوں کی فہرست آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیج دی۔

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ۳ لم مرد اور ۲۸ عورتیں اعتکاف بیٹھے ہیں۔ اس کے علاوہ محلوں کی مساجد میں بھی بہت سے لوگ معتکف ہوئے ہیں۔

خطبہ جمعہ

مسلمان تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر غلبہ نہیں پا سکتے

انڈونیشیا کی آزادی کی حمایت میں تمام مسلمانوں کو آواز اٹھانی چاہیئے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء)
(بمقام بیت الفضل ڈلہوزی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اس میں شبہ نہیں کہ ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ

اسلام کی اندرونی اور بیرونی تبلیغ

ہماری جماعت سے وابستہ ہے۔ اسلام ابتدائی ایام میں ہی تبلیغ کے ذریعہ کہیں کا کہیں جا پہنچا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اس وقت مسلمانوں کی تعداد چار سو کے قریب تھی۔ جن میں سے اسّی کے قریب تو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور باقی تین سو سوا تین سو میں سے کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کچھ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ یہ کتنی قلیل تعداد تھی لیکن اس کے مقابلہ میں

کئی بڑی بڑی جماعتیں

اسلام کی مخالفت میں کھڑی تھیں۔ صرف مسیلمہ کذاب کے قبیلہ کے لوگ ہی ایک لاکھ سے اوپر تھے اور بعض مورخ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ مقاتل تھا۔ اور خود اس زمانہ میں لڑائی میں شمولیت کے لئے وہ قوانین نہ تھے جو آجکل ہیں۔ اس لئے بوڑھے اور جوان سب لڑائی میں شامل ہو جاتے تھے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کل آبادی کا تیسرا یا چوتھائی حصہ لڑائی میں مصروف ہوتا تھا۔ لیکن آجکل عام طور پر کل آبادی کا دس فی صدی حصہ فوج میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ شرائط صحت آجکل بہت سخت ہو گئے ہیں۔ اگر اس روایت کو صحیح سمجھا جائے۔ کہ ایک لاکھ مقاتل تھا۔ تو کل آبادی تین چار لاکھ کے درمیان بنتی ہے اور یہ صرف مسیلمہ کے قبیلہ کی تعداد ہے۔ باقی تمام عرب بھی اس وقت اسلام سے خالی تھا۔ اور اندازاً عرب کی کل آبادی اس وقت دس لاکھ کے قریب تھی اس لحاظ سے چند سو آدمی

دس لاکھ دشمنوں کے مقابلہ میں

بالکل ہیچ تھے۔ لیکن ایک چیز جو مسلمانوں کے عزائم کو مضبوط کرتی جاتی تھی۔ اور کفار کے دلوں کو خوف سے کمزور کر رہی تھی۔ وہ یہ تھی کہ دشمن کے اندر سے روزانہ ایک ایک دو دو آدمی نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو رہے تھے۔ ہم بچپن میں ایک کھیل کھیلا کرتے تھے۔ پتہ نہیں آجکل بچے وہ کھیل کھیلتے ہیں یا نہیں۔ ہم ریت کو مٹھی میں پکڑ کر بھینچا کرتے تھے۔ اور ریت انگلیوں کے سوراخوں میں سے گرتی جاتی تھی۔ گو ہم اسے روکنے کی بہت کوشش کرتے تھے۔ مگر وہ رکتی نہ تھی۔ اس ریت کا گرنا ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا۔ گویا کہ ایک بہت بڑی عمارت گرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح کفار بھی یہ سمجھتے تھے۔ کہ ہماری عمارت گر رہی ہے۔ اور اب گری کہ اب گری۔ اس بات نے ان کے اندر کمزوری پیدا کر دی تھی۔ جس قوم کے افراد اپنی قوم میں سے نکل نکل کر دوسری قوم میں شامل ہوتے ہوں اس قوم میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ خواہ ایک آدمی ہی روزانہ نکلتا ہو۔ اور جس قوم میں نئے نئے آدمی شامل ہوتے رہتے ہوں۔ خواہ ایک آدمی ہی روزانہ شامل ہوتا ہو۔ اس قوم کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ اور اس قوم کے افراد میں

بہادری کی روح

چمک اٹھتی ہے اس وقت سوال یہ نہیں ہوتا۔ کہ کتنے آدمی عادتاً آ کر شامل ہوئے یا کتنے آدمی عادتاً ایک قوم میں سے نکل گئے بلکہ ان کا عادتاً نکلنا اور عادتاً داخل ہونا ایسا اہم امر ہوتا ہے۔ کہ جس قوم سے وہ نکلتے ہیں۔ اس قوم کے

اخلاق میں بگاڑ اور کمزوری

شروع ہو جاتی ہے۔ اور جس قوم میں وہ داخل ہوتے ہیں اس کے حوصلے بڑھنے شروع ہو جاتے اور اس کے اخلاق میں بہادری اور شوکت کا رنگ آنا شروع ہو جاتا ہے چنانچہ مسلمانوں کے دلوں کی یہی کیفیت تھی۔ وہ آہستہ آہستہ تمام عرب پر اور پھر باقی تمام دنیا پر چھا گئے۔ اور دنیا کے کونے کونے میں انہوں نے اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ چھوٹے ہوتے ہم پڑھا کرتے تھے۔ کہ یورپین اندازہ کے لحاظ سے مسلمان سب روئے زمین پر بیس کروڑ ہیں۔ لیکن مسلمان چالیس کروڑ کا اندازہ بتایا کرتے تھے۔ بچپن میں میں یورپین اندازہ کو زیادہ صحیح سمجھا کرتا تھا۔ اور یہ خیال کرتا تھا کہ ان کا اندازہ عام طور پر صحیح ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں جغرافیہ کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان

چالیس کروڑ بلکہ اب تو اس سے بھی زیادہ

ہیں لیکن اگر چالیس کروڑ ہی سمجھے جائیں۔ تو بھی یہ اتنی بڑی تعداد ہے۔ کہ جو دنیا کی اکثر اقوام سے زیادہ ہے۔ آج بھی مسلمان اگر تبلیغ کی طرف توجہ کریں۔ تو بہت جلد اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور دنیا ان کے مقابلہ سے قاصر رہ جائے۔ غیر مذاہب میں دکھا ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

ایڈیٹر: رحمت اللہ خاں شاکر
بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں چھپا اور قادیان سے شائع کی

قرآن کریم میں فرماتا ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین کہ کئی بار

کفار کے دلوں میں یہ خواہش

پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ عقیدے ہمارے ہوتے اور یہ تعلیم ہماری ہوتی۔ کفار کی یہ خواہش ایک طبعی خواہش تھی جو ہر زمانہ کے کفار کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیم کا مقابلہ ناممکن ہے۔ لیکن ان کو اردگرد کی بے بنیاد روایتیں سہارا دیئے رکھتی ہیں۔ اور وہ ایک قوم اور ایک سوسائٹی میں ہونے کی وجہ سے اس کے ترک پر تیار نہیں ہوتے جس طرح ایک ٹوٹی ہوئی اینٹ بھی عمارت کے اندر کھڑی رہتی ہے۔ اگر زور سے موسل مار کر اینٹ کو توڑ بھی دیں تب بھی وہ دوسری اینٹوں کے سہارے پر کھڑی رہے گی لیکن باہر نکلی ہوئی اینٹ کو توڑیں تو اس کے ریزے بکھر جائیں گے پس چونکہ آجکل کفر کے اردگرد چاروں طرف کفر ہی کفر ہے اس لئے اردگرد کا کفر اس کے لئے سہارے کا موجب بنا ہوا ہے لیکن اگر مسلمان چاروں طرف سے کفر پر حملہ شروع کر کے

ایک نئی فضاء

پیدا کر دیں۔ تو کفر ریت کی دیوار کی طرح یکدم زمین پر آ رہے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ باقی جماعتیں تبلیغ جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں بہت کوتاہی سے کام رہی ہیں اور صرف ایک ہماری جماعت ہے جو

اپنی طاقت سے بڑھ کر

اس فریضہ کو سرانجام دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ چونکہ ہماری جماعت کی تعداد کم ہے اس لئے اس کی تبلیغ وہ گونج پیدا نہیں کرتی جو فضاء کو بدلنے کے لئے ضروری ہے اور اس وجہ سے ہماری تبلیغ کا رعب اغیار کے دلوں میں ابھی تک قائم نہیں ہوا لیکن ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اگر سب کے سب اپنے فرض کو سمجھیں تو ہندوستان کی تبلیغ بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور غیر مسلموں کو اسلام کے حلقہ میں داخل کرنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔ ایک مسلمان کے حصہ میں تین یا چار غیر مسلم آتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کے پاس اسلام جیسی اعلےٰ تعلیم ہو اور وہ دن رات اپنے تین چار ساتھیوں کے سامنے اس کی خوبیاں بیان کرتا رہے تو ہو نہیں سکتا کہ

اسلام کی اعلیٰ اور فطرت کے مطابق تعلیم

دوسروں کے دلوں میں گھر نہ کرے۔ اگر آج سے ہی اس طریقہ پر تبلیغ شروع کر دی جائے تو آج سے ہی غیر مسلموں میں یہ احساس پیدا ہو جائے گا کہ ہمارے عقائد میں یہ خرابیاں ہیں اور ہمیں اس مذہب کی تلاش کرنی چاہئیے۔ جس میں یہ خرابیاں موجود نہ ہوں۔ صرف توحید کا مسئلہ ہی دوسری قوموں کو مٹانے کے لئے کافی ہے۔ کسی مذہب میں

توحید کا وہ نقشہ

نہیں جو اسلام میں ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی مساوات ایک ایسی چیز ہے جو ہر مذہب والے کا منہ بند کر دیتی ہے۔ کوئی مذہب اس رنگ میں مساوات کی تعلیم نہیں پیش کرتا جس رنگ میں اسلام نے پیش کی ہے۔ اسلام ایسے روشن دلائل سے مزین ہے کہ دوسرے مذاہب اس کی تاب نہیں لا سکتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود مسلمانوں نے اس کی طرف سے بے توجہگی پیدا کر لی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب تبلیغ کی ضرورت نہیں رہی۔ لیکن جب تک مسلمان اس اہم فریضہ کی طرف توجہ نہیں کرتے اس وقت تک وہ

دوسروں پر غلبہ

نہیں پا سکتے۔ اور خصوصاً جو حالات آج کل ہمارے ملک میں پیدا ہو رہے ہیں یہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو جلد بیدار ہونا چاہئیے۔ اور اپنے مذہب کو ایسے مقام پر کھڑا کرنا چاہئیے کہ وہ تمام مذاہب کو اپنے حملوں سے خاموش کرا دے اور دنیا کے لوگ اس بات کے ماننے پر مجبور ہوں کہ اسلامی تعلیم ہی ایک ایسی تعلیم ہے جو دنیا کے دردوں کا علاج ہو سکتی ہے۔

غرض ہماری جماعت کو گو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور نہ ہی ہم سیاسیات میں الجھ کر اپنی توجہ مذہبی کاموں سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات ہمیں حالات مجبور کرا دیتے ہیں اور ہمارے لئے

سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں

رہتا کہ ہم سیاسیات میں حصہ لیں۔ ایسی حالت میں ہم مجبوراً حصہ لیتے ہیں۔ فرض کرو جیسا کہ ڈاکٹر مونجے کا خیال ہے کہ مسلمان ہندوستان سے نکل جائیں تو کسی وقت ہندو اکثریت یہ قانون بنا دے کہ مسلمان ہندوستان سے چلے جائیں۔ تو [illegible] حالت

میں احمدی بھی باقی مسلمانوں میں شامل سمجھے جائیں گے۔ اور ان کو یہ اجازت نہیں ہو گی کہ وہ ہندوستان میں رہ جائیں۔ اس قسم کے حالات میں ہمیں مجبوراً سیاسیات کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ سے ہماری جماعت کا تعلق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قائم کیا ہے۔ اس لئے وہ براہ راست نئے نئے علوم کے ذریعہ، اپنے نور کے ذریعہ اور اپنی ہدایت اور رشد کے ذریعہ اس جماعت کی راہنمائی فرماتا ہے۔ اور یہ چیز دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں۔ چونکہ وہ اس سے محروم ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں ہماری راہنمائی فرماتا ہے۔ ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہاں جتھہ اور اکثریت ان کے ساتھ ہے اس لئے ان کی غیر معقول بات بھی سننے والوں پر اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے پیچھے جتھہ ہے۔ لیکن ہماری معقول بات بھی غیر معقول سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک چھوٹی سی جماعت کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ میں نے ہندوستان کے

موجودہ حالات کے متعلق خاموشی

اختیار کی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات اختلاف نیک نتائج کی بجائے بد نتائج پیدا کرتا ہے۔ اور مفید ہونے کی بجائے مضر پڑتا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل سے

ایسے رستے موجود ہیں

کہ جن کے ذریعہ مسلمان باوجود دوسروں سے تعداد میں قلیل ہونے کے ان پر غالب آ جائیں اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو نظر انداز نہ کر سکے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ان کا بیان نہ کرنا ان کے بیان کرنے سے بہتر ہے کیونکہ بعض اوقات اچھی اور معقول بات بھی تفرقہ اور شقاق کی موجب بن جاتی ہے اور دنیوی کاموں میں بعض دفعہ سیدھا رستہ ان کیلئے مضر اور خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ تفرقہ پیدا ہو کر طاقت ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن غلط راستہ باوجود غلط ہونے کے کامیابی کے قریب کر دیتا ہے کیونکہ

یکجہتی سے قوم کے اندر طاقت

پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی چونکہ دنیوی معاملہ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ضروری نہیں کہ میں اپنے خیالات کا ضرور اظہار کروں [illegible]

امور ہی ہیں کہ ان کے بارہ میں انسان کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ جس بات کو وہ صحیح سمجھتا ہے اس کا اظہار کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اگرچہ اس کی گردن تلوار کے نیچے کیوں نہ ہو لیکن دنیوی معاملات میں خاموشی اختیار کی جا سکتی ہے۔ اور حکمت اور مصلحت وقت کو مدنظر رکھنا مناسب ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ اس کی تجویز اور اس کے مشورہ سے قوم میں افتراق اور انشقاق کا خطرہ ہے، اگر قوم میں افتراق پیدا ہو گیا تو اس کی کامیابی کا امکان صرف ایک دو فی صدی ہو گا۔ لیکن اس کے مقابل پر اگر اس میں اتفاق رہا تو اس کی کامیابی کا امکان پانچ دس فیصدی ہے تو اس حالت میں اسکے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہو گا۔ اس وقت

مسلمانوں کی حالت

یہ ہے کہ وہ کسی بات کا صحیح نقشہ ذہن میں نہیں رکھتے اور ان کی یہ عادت ہو چکی ہے کہ اول تو وہ سوچتے ہی نہیں۔ اور اگر سوچیں تو پھر بالکل جذباتی سکیم سوچتے ہیں جس کا چلانا ان کیلئے ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس وقت مسلمان نہایت

پراگندگی اور انتشار

کی حالت میں ہیں۔ اور ان کی کئی قسمیں ہیں۔ یورپ کے مسلمان۔ ایشیائی مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں، گو ان کی تعداد ایشیائی ممالک کے مقابلہ میں بالکل کم ہے۔ لیکن اگر وہ بھی ایشیائی مسلمانوں سے متحد ہوں تو اس اتحاد سے یورپین ممالک اور ایشیائی ممالک دونوں کے مسلمانوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے میرا خیال ہے کہ یورپین ممالک میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ کے قریب ہے۔ پولینڈ میں کئی لاکھ مسلمان ہیں، رومانیہ میں کئی لاکھ مسلمان ہیں، یوگوسلاویہ اور البانیہ میں کئی لاکھ مسلمان ہیں، اسی طرح یورپین ٹرکی اور یونان میں کئی لاکھ مسلمان ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک کروڑ سے بھی زیادہ ہوں۔ لیکن یہ سارے کے سارے مسلمان بالکل بے بسی کی حالت میں ہیں اور اسلامی تعلیم سے بالکل ناواقف ہیں۔ وہ مغربی تعلیم کو ہی اپنا لائحہ عمل سمجھتے ہیں اور اسلامی تعلیم سے اسقدر دور جا چکے ہیں کہ اسلامی تعلیم ان میں رسم و عادت بن کر رہ گئی ہے۔ لیکن اس کا ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوتے۔ وہ اپنی قوم مسلمان سمجھتے ہیں اور کوئی شخص اپنی قومیت تبدیل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے وہ بھی اسلام کو نہیں چھوڑتے اور یہ چیز انکی حفاظت کر رہی ہے وہ عملاً عیسائیت اور دہریت کے اصولوں پر کاربند ہیں لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں۔ تو فخریہ طور پر کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ان کے نزدیک

اسلام ایک قوم کا نام

ہے۔ مذہب کا نام نہیں۔ کیونکہ وہ مذہب کے متعلق تو جانتے ہی کچھ نہیں۔ وہ اسلام کے نام پر اکٹھے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا سیاسی جتھہ اسلام کے نام سے ہی قائم رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد مغربی افریقہ ہے۔ اس میں بھی بڑی بھاری تعداد میں مسلمان ہیں۔ لیکن وہ بہت گری ہوئی حالت میں ہیں۔ اور ان سے یہ امید نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ کسی اسلامی ملک کی تائید میں شور مچا سکیں گے۔ شمالی افریقہ کے بعد مشرق قریب ہے جو ہمارے لحاظ سے مغرب ہے اس میں مصر کی حکومت ہے۔ شام کی حکومت ہے۔ فلسطین عرب اور عراق کی حکومتیں ہیں۔ ایران افغانستان کی حکومتیں ہیں۔ ان سب ممالک کی

مجموعی آبادی چھ سات کروڑ

ہے۔ لیکن یہ سب تقسیم شدہ علاقے ہیں۔ مصر کی آبادی ایک کروڑ اور اسّی لاکھ کے قریب ہے۔ یہ ایک خود مختار علاقہ ہے۔ پھر شام اور لبنان کے علاقے ہیں۔ شام قریباً کلی طور پر اور لبنان قریباً نصف مسلمان ہے۔ یہ علاقے عربی تحریک سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی آزادی کو برقرار رکھنے پر مصر ہیں۔ پھر ٹرکی ہے۔ اسے ان عربی علاقوں سے اس قدر اختلافات تھے۔ کہ قریباً تیس سال سے وہ ان ممالک سے بالکل روٹھا رہا ہے۔ اب تدریجاً ٹرکی کے رویہ میں تبدیلی ہوئی ہے۔ تمام عربی علاقوں کو ملا لیا جائے۔ تو ان کی آبادی دو اڑھائی کروڑ کے قریب ہے۔ لیکن صرف عربی ممالک میں مصر کے سوا سات حکومتیں ہیں۔ اور ان میں سے بعض بعض کی رقیب ہیں۔ اور وہ ایک دوسری سے پوری طرح تعاون کرنے کو تیار نہیں۔ ایران آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک ہے۔ اور اپنی شیعیت کی وجہ سے اور دوسرے قومی تفرقہ و شقاق کی وجہ سے ابھرنے کے سامان موجود نہیں۔ اس سے بھی کسی اسلامی علاقہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ افغانستان سنی ہے۔ لیکن چھوٹا ملک ہے۔ اور تعلیم اور صنعت و حرفت میں بہت پیچھے۔ اس سے بھی امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ باوجود ابھرنے کے دوسرے ممالک کی حمایت کر سکے روس کے مسلمانوں کے متعلق بھی ابھرنے کی فی الحال کوئی امید نہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسی حکومت

کے ماتحت ہیں۔ جس نے ان کی

مذہبی اور قومی آزادی

چھین لی ہے اور ان کی ترقی کے راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان بھاری اقلیت میں ہیں۔ اور یہاں کے مسلمان اس وقت ایسی پوزیشن میں ہیں۔ کہ ان کی آواز غیروں کے مقابلہ پر کوئی خاص اثر نہیں رکھتی۔ اور خصوصاً مسلمانوں کی غیر ملکی آواز تو نہ ہونے کے برابر ہے غیر ملکی گورنمنٹوں پر اثر ڈالنے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اکثریت ایک آواز کی تائید میں ہو۔ ورنہ اقلیت کی آواز فارن گورنمنٹوں پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ چین میں آٹھ دس کروڑ کے قریب اور تازہ یورپین اعداد و شمار کے لحاظ سے اڑھائی تین کروڑ مسلمان ہیں۔ بہر حال وہ ملک کی آبادی کا چھٹا ساتواں حصہ ہیں۔ اس لئے غیر ممالک میں ان کی کوئی آواز نہیں۔ غرض جس قدر علاقے میں نے گنوائے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں۔ جہاں کہ

مسلمانوں کی آواز

اثر پیدا کر سکتی ہو۔ ہندوستان کے مشرق میں انڈونیشیا یعنی جاوا سماٹرا کے جزائر ہیں۔ جن میں سات کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ ان کی ایک ہی نسل اور ایک زبان اور ایک ہی مذہب یعنی اسلام ہے۔ اسلامی دنیا میں سے صرف یہ ایک حصہ ایسا ہے۔ جہاں کی آبادی بھی اچھی ہے۔ اور جو ایک قوم ہونے اور ایک زبان بولنے کے علاوہ آپس میں متحد ہونے کے خواہشمند ہیں۔ ملایا کا ملک بھی گو ان سے حکومتاً الگ ہے۔ مگر قوم اور بولی کے لحاظ سے ہم جو ہے بے شک چینی اور ہندوستانی آبادی بھی ہے۔ مگر اصل ملک ملائیوں کا ہے۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو سب جزائر مسلمان ہیں۔ صرف جاوا میں ہی چار کروڑ مسلمان آبادی ہے۔ ان علاقوں میں کوئی

دس ہزار کے قریب

چھوٹے بڑے جزیرے ہیں۔ جو کہ قریباً سارے کے سارے مسلمان ہیں۔ کوئی پانچ مربع میل کا ہے کوئی دس مربع میل کا ہے۔ کوئی بیس مربع میل کا ہے کوئی پچاس مربع میل کا ہے۔ کسی جزیرہ میں بیس ہزار کی آبادی ہے۔ کسی میں دس ہزار کی آبادی ہے۔ کسی جزیرہ میں پانچ ہزار کی آبادی ہے۔ کسی میں ہزار کی آبادی ہے۔ کسی میں ایک ہزار کی آبادی ہے۔ اور سینکڑوں جزیرے ایسے ہیں۔ جن میں کوئی آبادی نہیں۔ اور جہاں انام اور سیام ان جزائر سے ملتے ہیں۔ وہاں بھی

لاکھوں لاکھ مسلمان

موجود ہیں۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں نے اس لڑائی میں جو آزادی کے لئے وہاں لڑی جا رہی ہے۔ اپنے متحد ہونے کا بہت اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ اور یہ ایسا نمونہ ہے۔ جو ہمیں عربی ممالک میں بھی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ عرب کی حکومتیں مصر سے ملنے کو تیار نہیں۔ اور مصر کی حکومت عرب سے متحد ہونے کو تیار نہیں۔ شامی حکومت فلسطینی حکومت سے متحد ہونے کو تیار نہیں۔ اور فلسطینی حکومت شامی حکومت سے متحد ہونے کو تیار نہیں یمن کی حکومت نجد سے تعاون کرنے کو تیار نہیں اور نجد کی حکومت یمن کی حکومت سے ملنے کو تیار نہیں غرض کوئی علاقہ دوسرے علاقے کے ماتحت یا اس سے متحد ہونے کو تیار نہیں۔ لیکن

انڈونیشیا کے جزائر

نے اس اعلیٰ خوبی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس سے دوسری اسلامی دنیا قاصر رہی ہے۔ ان کی ابھی تک آواز ایک ہے ان کی بولی ایک ہے۔ انکی حکومت ایک ہے ڈچوں نے گذشتہ چند ماہ میں بہت کوشش کی ہے کہ ان میں افتراق پیدا کر دیں۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ افسوس ہے کہ باقی اسلامی ممالک اتحاد کی خوبی کو محسوس نہیں کرتے ان میں سے ہر ایک کی آواز جداگانہ رنگ رکھتی ہے۔ اب اگر عربوں نے بین الاقوامی معاملات میں اتحاد کیا ہے۔ لیکن اندرونی معاملات میں ابھی انشقاق اسی طرح جاری ہے۔ انڈونیشیا کے جزائر ہی موجودہ وقت میں ایسے ہیں۔ جن کی آواز ایک ہے۔ اور جو اندرونی اور بیرونی معاملات میں متحد نظر آتے ہیں۔ یہ سات کروڑ کے پانچ سات جزائر ایشیائی ممالک کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ

ایشیائی ممالک کی کنجی

سنگاپور ہے اور وہ بھی ان جزائر سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ نسل اور زبان کے لحاظ سے ان کا جزو ہے۔ اور جس قوم کے ہاتھ میں سنگاپور ہوگا۔ اگر وہ مضبوط ہوئی تو دوسرے ممالک لازمی طور پر اس سے صلح رکھنے پر مجبور ہوں گے۔ سماٹرا جاوا میں جو تحریک چل رہی ہے۔ اگر وہ کامیاب ہو جائے۔ تو بعید نہیں کہ ملایا بھی ان کے ساتھ مل جائے۔ یہ ہو اور اگر ان جزائر کو آزادی مل جائے تو یہ جزائر اسلامی تعلیم کو پھیلانے اور اسلامی عظمت کو قائم کرنے میں بہت بڑا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ باقی اسلامی ممالک نے ان جزائر کی تائید میں بہت کم آواز اٹھائی ہے۔ اور ان جزائر کی ہمدردی میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ یہی ایک ایسا حصہ ہے۔ جہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے اور ان میں

اتحاد ہے۔ انکی آواز ایک ہے۔ مسلمانوں کو ایسے علاقہ کی امداد کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے اور ان کی آزادی کا ڈچ حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اگر ان لوگوں کو آزادی مل جائے۔ تو انکی آزادی سے باقی اسلامی ممالک کو بھی بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ساری دنیا میں صرف انڈونیشیا ایک ایسا علاقہ ہے جس میں چھ سات کروڑ مسلمان ایک زبان بولنے والے اور ایک قوم کے لیتے ہیں۔ اور جن کے علاقے میں غیر لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور جن میں اتحاد کی روح اس وقت زور سے پیدا ہو رہی ہے۔ دنیا بھر میں اور کوئی علاقہ اسلامی مرکز ہونے کی اس قدر اہلیت نہیں رکھتا۔ پس اب وقت اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اخباروں میں رسالوں اور اپنے اجتماعوں میں مسلمان اپنے

ان بھائیوں کے حق میں آواز

اٹھائیں اور ان کی آزادی کا مطالبہ کریں اگر اب انکی امداد نہ کی گئی۔ اور اگر اب انکی حمایت نہ کی گئی۔ تو مجھے خدشہ ہے۔ کہ ڈچ ان کی آواز کو بالکل دبا دینگے۔ وہ اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ انڈونیشیا کے شور پر قابو پالیں اور اس کوشش میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ اور دنیا کی نظریں اب انڈونیشیا کی طرف سے ہٹ گئی ہیں۔ اور انڈونیشیا کے لوگ خود بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ اب ہم اکیلے رہ گئے ہیں لیکن اگر دنیا میں ان کی حمایت میں اور ان کی تائید میں آوازیں بلند ہوں ایک شور برپا ہو جائے۔ تو وہ دلیری اور بہادری سے مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ وہ سمجھیں گے۔ کہ ہم اکیلے نہیں لڑ رہے۔ بلکہ ہمارے کچھ اور بھائی بھی ہماری پشت پر ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جبتک انسان یہ سمجھتا ہے۔ کہ کچھ لوگ اس کے مقابلہ کو دیکھ رہے ہیں۔ تو وہ زیادہ جوش کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ میں اکیلا ہوں۔ اور مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا۔ تو اس کے جوش میں کمی آ جاتی ہے پس اگر انڈونیشیا کے لوگوں کے کانوں میں یہ آوازیں پڑتی رہیں۔ کہ ہم تمہاری ہر قسم کی امداد کریں گے۔ اور جہانتک ممکن ہوگا۔ ہم تمہارے لئے قربانی کریں گے۔ اس آزادی کی جنگ میں آپ لوگ اکیلے نہیں لڑ رہے بلکہ ہم بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اور پھر جہانتک ممکن ہو۔ دنیا کے مسلمان اپنے ان

مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد

کی کوشش کریں تو وہ اپنی آزادی کے لئے بہت زیادہ جد و جہد کرینگے۔ اور امید کی جا سکتی ہے کہ ان کو جلد آزادی مل جائے۔ میں نے جاوا سماٹرا والوں کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ایک خطبہ میں

مشورہ دیا تھا کہ ابھی کچھ عرصے تک ایشیائی طاقتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے مغربی طاقتوں کی ضرورت ہے۔ فوراً ایک دن میں حکومت کے تمام سامان تیار نہیں ہو سکتے۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ میرے پاس بھی تلوار ہے اور دشمن کے پاس بھی تلوار ہے۔ جو طاقتور ہوا اس نے دوسرے کو زیر کر لیا۔ بلکہ یہ

زمانہ علمی ترقی کا

ہے۔ اور اب لڑائی کے لئے تلوار کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی ہم صرف فوج کی زیادتی پر بھروسہ کر سکتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ان نئے نئے آلاتِ حرب کی ضرورت ہے جو کہ موجودہ زمانہ کی لڑائیوں میں استعمال ہو رہے ہیں۔ مثلاً ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کی ضرورت ہے اور توپوں اور ٹینکوں۔ بندوقوں اور مشین گنوں کی ضرورت ہے اور یہ سامان کم از کم پندرہ بیس سال کے عرصہ میں جا کر مہیا کئے جا سکتے ہیں یکدم ان کا مہیا کرنا محال ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے مشورہ دیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ جتنی آزادی ملتی ہے لے لو۔ اور پھر اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تیاری شروع کر دو۔ اپنی فوجوں کو ترتیب دے لو۔ اگر آٹھ دس سال کے عرصہ میں آپ لوگ اپنی تنظیم اس رنگ میں کر لیں تو پھر ڈچ والوں کی طاقت نہیں کہ وہ بغیر تمہاری مرضی کے تم پر حکومت کر سکیں اور اگر اسی طرح زیادہ دیر تک لڑائی کو جاری رکھا جائے تو اس کا نقصان یہ ہو گا کہ تمہاری طاقت کمزور ہو جائے گی اور تمہیں اس طاقت کو حاصل کرنے میں بہت دقت کی ضرورت ہو گی۔ لیکن اس وقت تمہارا عارضی صلح کر لینا تمہاری طاقت کو ضائع ہونے سے بچائے گا۔ فرض کرو اگر اس وقت ڈچ والے انڈونیشیا کو چھوڑ کر چلے بھی جائیں تو انڈونیشیا میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ بیرونی طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔ اور یہ بات قرین قیاس بلکہ صاف طور پر نظر آتی ہے کہ دوسری مغربی قومیں انڈونیشیا میں دخل اندازی شروع کر دیں گی اور خصوصاً

روس کی نظریں

تو ہر وقت انڈونیشیا کی طرف لگی رہتی ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ نے چینی سمندر کے بعض اڈوں پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ ان سمندروں میں اپنا اثر و نفوذ پیدا کر رہے ہیں۔ روس یہ چاہتا ہے کہ سماٹرا جاوا پر میرا قبضہ ہو جائے۔ اور اس طرح سے میں امریکہ اور برطانیہ کے اثر و نفوذ کو کم کر دوں۔ اور ان کا مقابلہ کر کے ان سمندروں پر اپنا قبضہ جما سکوں ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ان کے مناسب حال یہ مشورہ دیا تھا کہ ڈچ والوں سے زیادہ سے زیادہ جتنی آزادی تمہیں مل سکتی ہے وہ لے لو۔ اور پھر اپنی بری اور بحری طاقت بڑھانے کی کوشش کرو۔ پھر جب یہ طاقت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی تو پچاس ساٹھ لاکھ کی آبادی کے ملک کی طاقت کیا ہے کہ وہ چھ سات کروڑ انسانوں پر حکومت کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

ایشیا کے مسلمانوں کا سیاسی مستقبل

جاوا سماٹرا کے مسلمانوں سے وابستہ ہے کیونکہ آج کسی ملک میں اتنی تعداد میں مسلمان متحد نہیں جتنی تعداد میں انڈونیشیا میں متحد ہیں۔ اور دوسرے جو اہمیت ان جزائر کو بوجہ جزیرہ ہونے کے حاصل ہے وہ اور کسی ملک کو حاصل نہیں۔ بڑا جزیرہ ہونا بہت بڑی طاقت کا موجب ہوتا ہے۔ بوجہ سمندری راستوں کے وہ دوسرے ملکوں سے زیادہ تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ اور اسے بڑی حد تک قدرتی حفاظت کے سامان ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں باقی ممالک میں سے کوئی ملک بھی ایسا نہیں جس میں مسلمانوں کو اس قدر اکثریت حاصل ہو جس کی وجہ سے اس کی غیر ملکی آواز مسلمانوں کے حق میں مفید ہو سکے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ چین اور ہندوستان کے مسلمان اپنے اپنے ملک میں اقلیت میں ہیں۔ اس لئے باوجود تعداد میں انڈونیشیا کے مسلمانوں سے زیادہ ہونے کے ان کی آواز نہ ملک کے انتظام میں اور نہ غیر ملکی تعلقات میں کوئی خاص اثر پیدا کر سکتی ہے۔ ایران اور افغانستان چھوٹے چھوٹے ملک ہیں اور تعلیم میں اتنے پیچھے ہیں کہ ان کی آواز کسی کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی نیز بیشنل وسیلہ الان کی زیادہ نہیں ہے۔ لیکن جاوا سماٹرا کو وہ ذرائع حاصل ہیں۔ گو قوم چھوٹی ہے اور مختلف جزائر میں بٹی ہوئی ہے۔ لیکن سب جزائر پاس پاس ہیں۔ اور بعض جزائر اتنے بڑے بڑے ہیں کہ اس علاقہ کی آبادی آسانی سے چودہ پندرہ کروڑ تک بڑھائی جا سکتی ہے

پھر سب

ایک مقصد کے لئے متحد

ہیں اور اپنے اندر تفرقہ اور شقاق کو کسی صورت میں جگہ دینے کو تیار نہیں۔ ڈچ والوں نے انتہائی کوشش کی ہے کہ انڈونیشیا کے لوگ اتفاق کو چھوڑ دیں اور پراگندہ ہو جائیں۔ لیکن وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اگر سماٹرا جاوا والوں کو آزادی مل جائے تو اردگرد کے چھوٹے جزیرے بھی ان کا اثر ماننے کے لئے بہت جلد تیار ہو جائیں گے۔ اب بھی یہ حالت ہے کہ انڈونیشیا کے سپاہی جب بعض جزائر میں جاتے ہیں تو لوگ ان کے ساتھ مل کر بغاوت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ڈچ اثر کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اگر سماٹرا جاوا والوں کو آزادی مل جائے تو یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ باقی جزائر والے مسلمان بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے۔ جاوا سماٹرا والوں کو آزادی دلانے کے لئے سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ

دوسرے ملکوں کے مسلمان

ان کی آزادی کے لئے آوازیں اٹھائیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر یہ ملک آزاد ہو جائے تو اسلامی عظمت اور شوکت کا ذریعہ بن سکتا ہے اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے آج اس امر کے متعلق خطبہ دیا ہے تا کہ ہماری جماعت جو اندرون ہند یا بیرون ہند ہے اس بات کو ہر وقت مدنظر رکھے اور ہمارے مبلغ جو مختلف ممالک میں ہیں وہ اس آواز کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اور مختلف رسالوں اور اخباروں میں انڈونیشیا کی تائید میں مضامین لکھیں۔ ہمارے اپنے اخباروں اور رسالوں کا فرض ہے کہ وہ اس آواز کو جہاں تک ممکن ہو بار بار اٹھاتے رہیں۔ تا کہ ہمارے اخباروں اور رسالوں کی آواز جتنے مسلمانوں تک پہنچ سکے وہ انڈونیشیا کی آزادی کی حمایت کرنے لگ جائیں۔ یہ بات

مسلمانوں کے سامنے بار بار

آتی رہنی چاہیئے۔ باہر کے مبلغوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے اپنے علاقوں سے اس آواز کو بار بار اٹھاتے رہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب ان میں ہمارے مبلغ ہیں۔ شام میں گو اس وقت مبلغ تو نہیں لیکن وہاں جماعت موجود ہے۔ فلسطین میں مبلغ موجود ہیں۔ مصر میں ہمارے مبلغ موجود ہیں۔ افریقہ کے مختلف حصوں میں ہمارے مبلغ موجود ہیں۔ یورپ کے پانچ ملکوں میں ہمارے مبلغ موجود ہیں۔ شمالی اور جنوبی امریکہ میں ہمارے مبلغ موجود ہیں۔ اگر جماعت کے افراد اپنے اس فرض کو سمجھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس مقصد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ وقتاً فوقتاً ہمارے

اخباروں اور رسالوں میں

ایسے مضامین چھپتے رہنے چاہئیں کہ جاوا سماٹرا کے لوگ اس بات کے حق دار ہیں کہ ان کو آزادی دی جائے۔ تعلیم اور دوسری صنعت و حرفت کے لحاظ سے وہ ترقی یافتہ ملک ہے۔ اور وہ اتنی بڑی قوم ہے۔ اور اس کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ ڈچ جیسی چھوٹی قوم کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان پر حکومت کرے۔ غیر حکومت کی موجودگی کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اس ملک کی حفاظت کر سکے۔ لیکن

ڈچ حکومت اس قابل نہیں

کہ وہ انڈونیشیا کو غیروں کے حملہ سے بچا سکے برطانیہ بے شک باوجود ایک چھوٹی سی قوم ہونے کے اور باوجود اتنے فاصلے کے ہندوستان کی حفاظت کر رہی ہے۔ لیکن ڈچ والے یہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے پاس نہ اس قدر حفاظت کے سامان ہیں۔ نہ ہی ان کی اتنی تعداد ہے کہ وہ کسی بڑی طاقت کا مقابلہ کر سکیں۔ اسی طرح ڈچ کی حکومت اور انڈونیشیا کے لوگ نہ ہی ہم مذہب ہیں نہ ہی ہم قوم کہ انہیں حکومت کا حق حاصل ہو۔ پس جب ان وجوہات میں سے کوئی وجہ بھی موجود نہیں جو کسی قوم کو دوسری قوم پر

حکومت کا حق

دیتی ہے کیونکہ نہ ہی ڈچ حکومت انڈونیشیا کی حفاظت کر سکتی ہے نہ ہی وہ ان کی ہم قوم یا ہم مذہب ہے تو ایسی حالت میں ڈچ حکومت کا انڈونیشیا کو آزادی نہ دینا سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں رکھتا کہ وہ اپنی اور جاوا سماٹرا والوں کی طاقت کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ بجائے اس کے کہ کشمکش کے ذریعہ ایک دوسرے کی طاقت کو کمزور کیا جائے ڈچ حکومت کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں سے اتحاد کر کے ان کو آزاد کر دے تا کہ وہ ایک دوسرے کی ترقی کا موجب ہوں۔ جاوا سماٹرا والے نام کے طور پر ڈچ حکومت کو ہی اپنا حاکم سمجھیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ جب تک انڈونیشیا طاقت پکڑے کوئی اور حکومت حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ پس اس قسم کے مضامین بار بار اخباروں میں لکھے جائیں

اور ڈچ حکومت کو بتایا جائے کہ اگر وہ انڈونیشیا کو آزاد نہ کرے گی تو خطرہ ہے کہ کمیونزم وہاں پھیل جائیگا۔ جو

تمام دوسری حکومتوں کیلئے مضر

ہوگا۔ اس وقت امریکہ اور برطانیہ کمیونزم کے سخت دشمن ہیں۔ ان کو بھی اس وجہ سے توجہ پیدا ہوگی۔ اور وہ ڈچ حکومت کو سمجھانے کے لئے مجبور کریں گے یورپ میں باقی ممالک کے علاوہ خود ہالینڈ والوں کو خاص توجہ دلانی چاہیئے۔ کہ تمہارا جاوا سماٹرا کو آزاد کرنا تمہارے لئے کمزوری کا باعث نہیں ہوگا۔ بلکہ تقویت کا موجب ہوگا۔ اگر ایک شخص کے گلے میں

سات من کا پتھر

لٹکا دیا جائے۔ تو وہ یقیناً مر جائے گا۔ لیکن اگر اس پتھر کو اس کے گلے سے الگ کر کے رکھ لیا جائے۔ تو اس سے کئی کام لئے جا سکتے ہیں۔ اس سے چکیاں بن سکتی ہیں۔ پن چکیاں بن سکتی ہیں۔ لیکن وہ اگر انسان کے گلے میں ہو تو ہلاکت کا ہی موجب ہوگا۔ اسی طرح ڈچ والوں کو سمجھایا جائے کہ انڈونیشیا والے غیر زبانوں میں سے صرف ڈچ زبان بولتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی وہ تم سے الگ نہیں ہو سکتے۔ اور انڈونیشیا والے تم سے تعلقات منقطع نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کئی لیڈروں نے ڈچ عورتوں سے شادی کی ہوئی ہے اور ہالینڈ میں تعلیم حاصل کی ہوئی ہے۔ اور جس قدر تعلیم یافتہ اس ملک میں ہیں وہ ڈچ زبان بولتے اور لکھتے ہیں۔ اور اس قسم کے تعلقات منقطع کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پس اگر تم لوگ

محبت اور صلح کے ساتھ

ان کو آزاد کر دو گے۔ تو ان کے دلوں میں تمہارے لئے محبت کے جذبات پیدا ہوں گے۔ اور اگر تم ان پر ظلم و تعدی کرو گے تو آزاد ہونے کے بعد ان کے دلوں میں تمہارے خلاف سخت بغض ہوگا۔ کیونکہ اگر ایک شخص سے اس کا بھائی لڑے۔ تو اس کے دل میں اس کے خلاف بہت زیادہ بغض پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ

بھائی ہو کر اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ غیر کرتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر ڈچ والے انڈونیشیا کو آزاد نہ کر سکے۔ تو ان کے خلاف ان کا بغض شدید ہوگا۔ کیونکہ ہالینڈ نے اس ملک سے

سینکڑوں سال فائدہ

اٹھایا ہے۔ اتنا لمبا عرصہ فائدہ اٹھانے کے بعد بھی اور اتنے تعلقات کے باوجود بھی وہ جونک کی طرح چمٹے رہیں گے۔ تو دلوں میں بغض زیادہ پیدا ہوگا۔ لیکن اگر ڈچ حکومت انڈونیشیا والوں سے صلح کر لے اور ان کے مطالبات مان لے۔ تو یہ اس کی تقویت کا موجب ہوگا اس کی کمزوری کا موجب نہ ہوگا۔ کیونکہ پرانے تعلقات کی وجہ سے یقیناً انڈونیشیا کی حکومت سب سے زیادہ ہالینڈ کے ساتھ تعلق رکھے گی۔ اور اپنے طبعی ذرائع کی فراوانی کی وجہ سے جب طاقت پکڑے گی۔ تو یقیناً ہالینڈ کی مدد پر اسی طرح تیار رہے گی۔ جس طرح امریکہ انگلستان کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے۔ غرض

ہماری جماعت کا فرض

ہے۔ کہ وہ لوگوں میں اس سوال کو زندہ رکھے تاوقتیکہ جاوا سماٹرا والوں کے مطالبات مان لئے جائیں۔ گو ہمیں سیاسی معاملات سے دلچسپی نہیں۔ بلکہ ہمیں مذہبی تبلیغ سے دلچسپی ہے لیکن جہاں اسلام کے مستقبل کا سوال ہو۔ اور ہمارے تبلیغی کاموں میں کوئی نقص نہ پڑتا ہو۔ تو ہم اس صورت میں اپنی ہر ممکن کوشش صرف کریں گے اور جیسے جیسے ضرورت محسوس ہوگی اپنی کوششوں کو وسیع کرتے جائیں گے۔

ہمیں جاوا سماٹرا سے اس لئے بھی دلچسپی ہے۔ کہ ایشیائی ممالک میں سے ہندوستان سے باہر

سب سے زیادہ تبلیغ

جاوا سماٹرا میں ہوئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں کافی تعداد میں جماعت موجود ہے۔ اور ان لوگوں کے ہم سے بہت اچھے تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ بیرونی ممالک میں سے تعلیم کے لئے سب سے زیادہ طالب علم جاوا سماٹرا سے آئے تھے۔ لڑائی سے قبل سماٹرا کے بیس پچیس طالب علم ایک وقت میں قادیان میں پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے بھی ہماری خاص ہمدردی جاوا سماٹرا کے ساتھ ہے۔ اگر

عرب سے ہماری خاص ہمدردی

ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم نے اسلام عربوں سے سیکھا ہے۔ اور اگر انڈونیشیا والوں سے ہماری خاص ہمدردی ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے بعد یہ علاقہ

احمدیت کے قبول کرنے میں

اول نمبر پر ہے اس لئے ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم اس ملک کی آزادی کے لئے جو کوشش کر سکتے ہیں کریں اس کا ذریعہ یہی ہے۔ کہ جماعت اپنے اخباروں اور رسالوں میں ان کی آزادی کی آواز اٹھاتی رہے۔ اور دوسرے مسلمانوں میں بھی ان کے متعلق ہمدردی کے جذبات پیدا کرے اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ڈچ حکومت مغربی ممالک کی مدد لے کر جاوا سماٹرا کی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہی ہے اگر وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو سکی۔ تو یہ چھ سات کروڑ مسلمان بھی غلامی کی زنجیروں میں پھنس جائیں گے۔ اور اگر ہماری جماعت ان کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئی تو جماعت کا یہ پہلا قدم ہوگا جو

اسلام کی سیاسی مضبوطی کا موجب

ہوگا۔

مشرقی افریقہ میں تبلیغ

اشاعت احمدیت کی راہ میں احمدیہ لٹریچر اور احمدی مبلغین کی کمی ہی روک ہے

مکرمی چوہدری عنایت اللہ صاحب مجاہد مشرقی افریقہ نیروبی سے لکھتے ہیں۔ کہ ماہ وفا ۱۳۲۵ ہش میں اجتماع کئے

خدام الاحمدیہ کے تین اجلاس سیرۃ النبی کے موضوع پر کئے گئے تا نوجوانوں کو سیرۃ النبی سے واقفیت ہو۔ مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ اور تقریر کی مشق بھی ہو۔

ہفتہ میں پانچ دن احمدی بچوں کو روزانہ دو گھنٹے دینیات پڑھاتا رہا۔ بعض غیر احمدی بچے بھی کلاس میں شامل ہوتے ہیں۔

مناسب مواقع پر تبلیغی بورڈ لکھکر یا لکھوا کر رکھوا تا رہا۔ دس ہندوستانیوں اور سات افریقنوں کو پیغام حق پہنچایا۔

مکرمی جناب شیخ مبارک احمد صاحب نے بعض عربوں کے گندے لٹریچر کا جواب سواحیلی میں دیا ہے وہ ٹریکٹ بانٹتا رہا۔ بعثت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں جماعت احمدیہ نیروبی نے ایک انگریزی ٹریکٹ شائع کر رکھا تھا۔ اسے تقسیم کیا۔ دس عدد تبلیغی خطوط لکھے مبلغین کی خدمت میں چھ خط اور چار عدد خطوط مبائعین کی خدمت میں لکھے چودہ تبلیغی لٹریچر کے پارسل بذریعہ دوستوں کو بذریعہ ڈاک بھیجے۔

ایک افریقن انسپکٹر پولیس کے خط سے چند فقرات درج ذیل کرتا ہوں۔ تا مشرقی افریقہ میں تبلیغ احمدیت کی اہمیت ایک غیر احمدی متبرک دوست کے قلم سے واضح ہو جائے۔ آپ لکھتے ہیں

You know among 100 africans 50 love to embrace Ahmadiyyat, but the only thing makes them delay, is nothing but lack of Litherature in Ki-Swahili and there is no Sufficient missionaries to spread Ahmadism in E. Africa.

یعنی آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ سو افریقنوں میں سے پچاس لوگ احمدی ہونا چاہتے ہیں۔ سواحیلی زبان میں احمدیہ لٹریچر کا ناکافی ہونا اور احمدی مبلغین کی کمی مشرقی افریقہ میں اشاعت احمدیت کی راہ میں روک ہیں۔

پھر فرماتے ہیں۔

I was told that translation of Holy Kurani in Ki-Swahili has been complated and it is on its way to the Press is that true, I wish not to die before I read the same.

یعنی مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ پورا ہو کر پریس میں جا چکا

کوئی خدمت صحیح طور پر نہیں ہو سکتی اور کوئی خدمت کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ تنظیم کامل نہ ہو

[illegible]

خدام الاحمدیہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع

نوجوانانِ احمدیت کی تنظیم کا مظاہرہ

اپنے مقدس مرکز قادیان میں

۱۸، ۱۹، ۲۰ اخاء ۱۳۲۵ ہش بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

"حاضری کو ہی دیکھ لو کتنی کم ہے۔ بیرونی جماعتوں کی طرف سے پچھلے سال چودہ نمائندے آئے تھے اور اس سال اکتیس نمائندے آئے ہیں۔ ہماری جماعتیں آٹھ سو سے زیادہ ہیں اور جو جماعت آٹھ سو سے زیادہ شاخیں رکھتی ہو۔ اس کے صرف اکتیس نمائندے آئیں۔ تو یہ کوئی اچھا نمونہ نہیں .... مگر ہمارے خدام کی یہ حالت ہے کہ اپنے سالانہ اجتماع پر کل اکتیس ۳۱ جماعتوں نے نمائندے بھیجے ہیں۔ بے شک ایک سو اکسٹھ خدام اور بھی اپنے طور پر شامل ہوئے ہیں۔ لیکن اپنی خوشی سے شامل ہونا اور بات ہے۔ اور اپنے فرض کو پورا کرنا اور بات ہے۔ اور یہ ایک سو اکسٹھ خدام جو آئے ہیں۔ ان میں سے اکثر ایسے ہوں گے جو قریب ترین جگہوں کے رہنے والے ہوں گے۔ یا ایسے ہوں گے جنہوں نے قادیان آنا تھا۔ اور انہوں نے اپنا پروگرام اس اجتماع کے ساتھ متعلق کر لیا۔ ان کا آنا خدام الاحمدیہ کے جلسے کے لئے نہیں سمجھا جائیگا۔ کیونکہ جس طرح عام لوگ قادیان آتے رہتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی آ گئے لیکن اگر وہ بلا استثناء سارے کے سارے خدام الاحمدیہ کے جلسہ کے لئے ہی آئے ہوں۔ تو بھی اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام جماعت میں سے صرف ایک سو اکسٹھ ۱۶۱ خادم ایسے ہیں جنہوں نے اپنے کاموں کا حرج کیا۔ اور خوشی سے خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ماننی پڑے گی۔ کہ آٹھ سو جماعتوں میں سے صرف اکتیس ۳۱ جماعتیں ایسی ہیں۔ جنہوں نے اپنا فرض ادا کیا۔"

(تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بر موقعہ سالانہ اجتماع ۱۳۲۴ ہش)

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بیرونی مجالس کے نمائندگان کی حاضری بہت کم تھی جس کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ بالا خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے نوجوانوں کو توجہ دلائی۔ کہ وہ اپنی تنظیم کو مضبوط کریں۔ تمام مجالس کی طرف سے اس اجتماع میں نمائندوں کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ہر مجلس اپنی تعداد اراکین کے لحاظ سے ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوائے۔ جن مجالس نے گذشتہ اجتماع پر نمائندے نہیں بھجوائے۔ وہ خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اپنے نمائندوں کا انتخاب کر کے مرکز میں اطلاع دیں۔

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر حضور امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر کو کتابی صورت میں "نئے سات سالہ دور کا پروگرام" کے نام سے چھپوایا گیا ہے۔ جس کی ایک ایک کاپی ہر مجلس کو بھجوائی جا چکی ہے اس تقریر کے آخر پر اس کا خلاصہ درج ہے۔ مجالس سے ان کے نمائندگان کے ذریعہ اجتماع کے موقعہ پر اعداد و شمار طلب کئے جائیں گے۔ پس اس کے مطابق ابھی سے پوری تیاری شروع کر دیں۔ اور مطلوبہ معلومات سے مرکز میں مقررہ تاریخوں میں مرکز کو اطلاع دیں۔

"کتاب نئے سات سالہ دور کا پروگرام" کا امتحان ۲۹ ستمبر کو مرکز کی طرف سے لیا جائے گا۔ اس امتحان میں تمام عہدیداران مقامی اور حلقہ کا معہ منتظمین کے شامل ہونا ضروری ہے۔ مجالس امتحان میں شامل ہونے والوں کی فہرستیں بھجوا دیں۔ تاکہ اس کے مطابق پرچے بھجوائے جا سکیں۔ یہ امتحان اجتماع کی تیاری کا ایک اہم جزو ہے۔

صدارت کیلئے نام ۔ یکم ستمبر تک
شوریٰ کیلئے تجاویز ۔ یکم ستمبر تک
نمائندگان کی فہرست ۔ یکم اکتوبر تک

مقابلوں میں شامل ہونے والوں کی فہرست یکم اکتوبر تک مرکز میں بھجوا دیں۔

چندہ اجتماع فوری طور پر وصول کر کے بھجوائیں۔ فی خادم ایک روپیہ

خاکسار عزیز احمد قائمقام معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان۔

اکسیر شباب

یہ دوا نہایت مفید اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اس میں کشتہ سونا مشک اور بہت سی قیمتی ادویہ پڑتی ہیں۔ اسکی تعریف کرنا لاحاصل ہے۔ اس کے استعمال سے ہی اس کی خوبیاں معلوم کی جا سکتی ہیں۔ نہایت مقوی ادویہ سے اس کو ترتیب دیا گیا ہے اور تمام اعضائے رئیسہ کی طاقت کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ قیمتی فی شیشی -/۷ روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق قادیان سے طلب فرمائیں۔ جس میں مشک درجہ اول ایرانی زعفران وغیرہ بیش قیمت اجزاء شامل ہیں۔ قیمت مکمل کورس عہ۲ اور فی تولہ عہ

خوشخبری

ایسٹ بنگال اور آسام میں کمیشن ایجنسی

یہ ایجنسی وہاں سے چائے گافی جیوٹ۔ نٹ ٹین ململ سپلائی کر سکتی ہے اور وہاں کے لوگوں کے لئے وولن گڈس لاس گڈس الیکٹریکل اور ایگزیکٹ سپورٹنگ گڈس کٹلری گڈس وغیرہ سپلائی کر سکتی ہے۔ دوست زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر خدمات حاصل کریں۔

پروپرائیٹر ایم۔ اے شریف۔ اینڈ کو ایسٹ بنگال و آسام کمیشن ایجنسی کرہ گوہاٹی

"نعمت الٰہی" رجسٹرڈ

لڑکے پیدا ہونے کی دوائی

حضرت مولینا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ طبیب شاہی کے شاگرد کی دکان سے

کون ہے جسے اولاد نرینہ جیسے میٹھے پھل کی خواہش نہیں۔ کیا امیر اور کیا غریب جن کے گھر میں اولاد نرینہ نہ ہو وہ ہر وقت دل برداشتگی۔ غمگینی۔ اور اداسی جیسی تکالیف میں مبتلا رہتے ہیں۔ پڑوسیوں کے بچے دیکھکر دل کو ٹھیس سی لگتی ہے اور اپنے گھر بھی چاند سا ٹکڑا دیکھنے کو دل چاہتا ہے جن کے ہاں ایک ہو وہ دوسرے کی خواہش کرتے ہیں۔

پس ان دوستوں کیلئے جنکے ہاں اولاد نرینہ بالکل نہیں اگر ہے تو کم یہ خوشخبری ہے کہ "ارسطوئے زماں استاذی المکرم حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ طبیب شاہی" کی مجرب لڑکے پیدا ہونے کی دوائی جس کا نسخہ ہم نے حضور سے سبقاً پڑھا ہمارے دواخانے میں ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ضرورت مند اصحاب منگوا کر استعمال کریں۔ بفضل خدا فائدہ ہوگا۔ دوا دونوں کے لئے ہے۔ عورت کو شروع حمل سے پہلے تیرہ روپے اور مرد کے حالات آنے پر مکمل دوا للعہ روپے میں ارسال کی جاتی ہے۔

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ایک عظیم الشان تبلیغی سکیم

بفضلہٖ خدا ہمارے تبلیغی مشن یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ وغیرہ ممالک میں قائم ہیں۔ ان کو انگریزی تبلیغی لٹریچر کی سخت ضرورت ہے ان کے اس کام میں مدد کرنے کے لئے اگر ہمارے احباب ہم کو صرف تین روپیہ روانہ کریں گے تو ہم دس تبلیغی کتابوں کا رعایتی قیمت کا سیٹ جس مشن کو وہ چاہیں بذریعہ رجسٹرڈ روانہ کرینگے اسطرح ہمارے احباب کیطرف سے مشن کو تبلیغ کے کام میں سہولت ہوگی۔ اور انکو تمام جہان میں تبلیغ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ اسکے علاوہ جو احباب اس تبلیغی سکیم میں حصہ لیں گے۔ ان کے نام کی ایک فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت مبارک میں ہر ماہ برائے دعا ارسال کیجا ئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ضرورت ہے

ہمیں ایک محنتی اور قابل سٹینو ٹائپسٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

منیجر پرسیشن مینوفیکچرنگ کمپنی قادیان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

برلن ۲۵ اگست :- برطانیہ کے مقبوضہ جرمنی علاقہ کی ایک فیکٹری کوئلے سے مکھن تیار کر رہی ہے۔ ایک برطانوی افسر نے اس کا نمونہ دیکھ کر اس کو بہت پسند کیا۔

بمبئی ۲۵ اگست :- مسٹر جناح نے ایک بیان میں ماسٹر تارا سنگھ کو دعوت دی ہے کہ وہ یہاں آ کر مجھ سے دل کھول کر باتیں کریں مسلم لیگ سکھوں کے تمام جائز حقوق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ آپ نے کہا ماسٹر صاحب نے مسلم لیگ پر فرقہ وارانہ سکیم کے متعلق اپنی پوزیشن تبدیل کرنے کا جو الزام لگایا جاتا ہے۔ اس کی ذمہ داری کانگرس پر ہے

لاہور ۲۵ اگست :- گورنر پنجاب نے صوبہ کے بیس بڑے بڑے شہروں میں مکانوں کے کرایہ جات کے متعلق آرڈر میں توسیع کر دی ہے۔ اس آرڈر کی رو سے کرایہ داروں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔

ہمبرگ ۲۵ اگست :- برطانوی افسروں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ہمبرگ میں ۱۲ آدمی بھوک کی وجہ سے مر گئے ہیں۔ برطانوی مقبوضہ جرمنی میں قحط کا شدید خطرہ درپیش ہے

دہلی ۲۵ اگست :- سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آج شہر کے ایک علاقہ میں فرقہ وارانہ فساد رونما ہو گیا چودہ اشخاص مجروح ہو گئے۔ کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

دہلی ۲۵ اگست :- ملک فیروز خان نون نے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ناموں کے سرکاری اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کانگرس کے مسلمان خیمہ برداروں کا تقرر نہایت ہی اشتعال انگیز ہے کانگرس ہائی کمان کی موجودہ غیر مصالحانہ روش کے پیش نظر مسلم لیگ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے اور اس سے رجوع کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔

قاہرہ ۲۵ اگست
وزیر اعظم مصر نے بتایا کہ مصر نے اٹلی سے دس کروڑ پونڈ تاوان کا مطالبہ کیا تھا بجائے ۹ کروڑ پونڈ تاوان مطلب کیا تھا۔ لیکن اب اس میں تخفیف کردی گئی ہے۔

نیویارک ۲۵ اگست :- ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ امریکہ میں بیس اور تیس کے درمیان عمر والی چالیس لاکھ لڑکیاں ایسی ہیں۔ جنہیں خاوند نہیں ملتے

سری نگر ۲۵ اگست :- شیخ عبد اللہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت ختم ہو گئی ہے۔ سشن جج اپنا فیصلہ ۳ ستمبر کو سنائیں گے

لنڈن ۲۶ اگست :- توقع کی جاتی ہے۔ کہ دار العوام کے لیڈر مسٹر موریسن عنقریب ہندوستان آ رہے ہیں۔ تا کہ یہاں کی سیاسی گتھی کو سلجھا سکیں

شملہ ۲۵ اگست :- وائسرائے سندھ کی ایگزیکٹو کونسل کے نئے رکن سر شفاعت احمد خان پر آج دو نوجوانوں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ مجروح ہو گئے۔ آپ کو فوراً ہسپتال پہنچایا گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ زخم زیادہ خطرناک نہیں ہیں۔

نئی دہلی ۲۵ اگست :- معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے ہند اب بہت جلد کلکتہ روانہ ہو رہے ہیں۔ تا کہ کلکتہ کے ہولناک فساد کے سلسلے میں خود تحقیقات کر سکیں۔

دہلی ۲۶ اگست :- کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج سے یہاں شروع ہو رہا ہے۔ اس میں شرکت کے لئے گاندھی جی آج وارد ھا سے یہاں پہنچے مسز سروجنی نائیڈو بھی یہاں پہنچ گئی ہیں۔ ان کو خاص طور پر اس اجلاس میں شرکت کے لئے بلایا گیا ہے۔

دہلی ۲۶ اگست آج شہر میں عام طور پر پرسکون رہا سوائے ایک علاقہ کے

دہلی ۲۶ اگست وائسرائے ہند کی براڈکاسٹ تقریر پر اظہار رائے کرتے ہوئے یو۔ پی کے مشہور لیڈر مسٹر لاہری نے کہا۔ کہ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل میں دوبارہ لیگ کو اپنی پالیسی پر غور کرنا چاہیئے۔ سردار عبد الرب نشتر نے کہا۔ کہ وائسرائے کی تقریر میں یوں تو سمجھوتہ کا رنگ ہے۔ مگر اس سے صورت حالات زیادہ نہیں سدھری۔ اگر لیگ کو یقین دلایا جائے۔ کہ دستور ساز اسمبلی کے متعلق جملہ وعدوں کی پابندی کی جائے گی۔ تو وہ عارضی حکومت میں شامل ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اسے کانگرس کے برابر نشستیں دی جائیں۔ اور مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت قرار دیا جائے پنجاب کے لیگی لیڈر راجہ غضنفر علی صاحب نے کہا کہ مسلمانوں کے جذبات بہت بری طرح بھڑک اٹھے تھے۔ گو وائسرائے کی تقریر سے قدرے جوش میں کمی ہو گئی ہے۔ اب مسلمان بے تابی سے اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ مسٹر جناح کیا راستہ دکھاتے ہیں۔

بمبئی ۲۶ اگست مسٹر جناح نے ایک بیان میں سر شفاعت احمد خان پر حملہ کی مذمت کی اور ان کی ہمشیرہ کو ایک تار ارسال کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ سیاسی اختلافات برطرف۔ میں اس پر زور مذمت کرتا ہوں۔ اور اس بات سے خوش ہوں کہ وہ اب خطرہ سے باہر ہیں۔

جہاں معمولی گڑبڑ ہوئی۔ پرسوں دو سکھ جو لوگ زخمی ہوئے تھے ان میں سے ایک اور چل بسا۔ گویا اب تک

لاکھا رڈ میں ایک لڑکا عمر ۱۲ سال نوا کے درخت پر چڑھا ہوا تھا کہ ٹہنا ٹوٹ گیا اور اس کے نازک حصہ جسم پر گہرے زخم ہو گئے گھر والے بہت گھبرا گئے اور انہوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ مجھے بلایا گیا۔ میں نے کہا کہ ہسپتال میں ٹانکے لگیں گے اسے ہسپتال لے جاؤ۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم آپ ہی سے علاج کرائیں گے میں نے ان کو سمجھایا کہ روپیہ بھی میں دیتا ہوں۔ مگر وہ نہ مانے۔ میرے پاس "نور مرہم" ساختہ دواخانہ نور الدین قادیان تھی وہی میں نے لگا دی۔ تیسرے دن پٹی کھولی تو زخم مندمل ہو چکے تھے۔ اس کے بعد صرف ایک اور پھایا لگانا پڑا میرے اس علاج کی شہرت بیس بیس میل تک پھیل گئی۔ علاقے کے سرکاری حکام کو بھی خبر پہنچ گئی سب وہی مرہم مانگتے تھے۔ میں نے اپنی پریکٹس میں دیسی اور انگریزی ہر قسم کی مرہمیں بہت استعمال کی ہیں مگر "مرہم نور" جیسی کوئی مرہم میں نے نہیں دیکھی۔ والسلام

ڈاکٹر عبد الرحیم احمدی آف تلونڈی
ضلع گورداسپور
حال نور آباد ضلع نوابشاہ (سندھ)

"مرہم نور" بڑی شیشی قیمت دو روپے
چھوٹی شیشی قیمت سوا روپیہ

خون صاف کرنے اور خون پیدا کرنیوالی دوا "صندلین" قیمت دو روپے۔

متذکرہ بالا ادویہ اور دیگر جملہ امراض کے لئے نہایت اعلیٰ، ارزاں اور فائدہ بخش ادویہ کے ملنے کا پتہ:-

دواخانہ نور الدینؓ
قادیان۔

دواخانہ نور الدینؓ قادیان